فدا اسا بر خاقان دانا نسخه
بیان سی نی لق جن س
در مطبع نامی منشی نولکشور حسن انطباع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در حمد باری تعالے عز اسمہ

غفور ابنام خدا کر کے غور — سنا داستان تا کہ اول ہو دور
نمونہ ہو وہ عشق کا سربسر — بیان ہو کسی ماہرو کا
ولے چاہیے پہلے اوسکی ثنا — کہ جسکو ہوئی ہے نہو گی فنا
ہین محتاج اوسیکے فقیر و غنی — مرا و رارسد کبریا و منی
زمین و فلک نجم و شمس و قمر — ہین جلوہ نما جا بجا ادہر اور ادہر
ق
اوسیکا ہے ان سبمین نور و ظہور — نظر گر کرو تم تو دیکھو حضور
وہ صانع ہین مصنوع ہون لاکلام — وہ رازق ہین مرزوق انکا مدام
وہ قادر ہے ہر چیز پر برملا — اوسی نے دیا سب مین لایا تھا کیا
کرون حمد اوسکی میرا منہہ کہان — کہ وہ نور مطلق مین خاک جہان

در نعت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفی صلعم

ثنا جسکی آئی ہو قرآن مین — لکھون اور کیا اوسکی مین شانمین
ہے طہ و یسین توصیف صاف — مری نغمہ سنج ہے لاو [illegible]

سیہ ماورا اپنا کو ہوئی * | جو قربت رسول خدا سے ہوئی *

قلم نے لکھا جبکہ نام خدا | ہوا حکم لکھ ساتھہ ہی مصطفےٰ

قلم تب تو ہیبت سے کہنے لگا | کہ یا رب یہ آفرینندۂ دوسرا

ترے اسم اقدس کے یہ ساتھ ساتھ | ہے کس شخص کا اسم والا صفات

کہا ایک میرا جو محبوب ہے | اوسیکا یہ اسم خوش اسلوب ہے

کہو جبکہ فرمائے یون کبریا | کرے کوئی اوسکی ثنا اور کیا

ہے وہ باعث خلقت انس و جان | اوسیکے لیے ہین زمین و زمان

وہ خیل رسل مین سرافراز ہی | وہ ہے جملہ عالم کی پردازہی

ولیکن ہے اپنا تو مذہب یہ ہی | یہ ہی مدعا اور مطلب یہ ہی

زبان در دہان تا رہد جاے گیر | ثنا سے محمد بود دلپذیر

مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

الٰہی بحق رسالت مآب * | کہ ہے چارہ فرماے یوم الحساب

بصدق ابوبکر سلطان دین | کہ احمد کا ہے اولین جانشین

بعدل عمر حامی دین حق | بعثمان داناے آئین حق

بحق علی و بحق بتول | پیے جملہ اصحاب و آل رسول

بحق شہیدان کرب و بلا | بحق صفا کیشے اوصیا

بحق ولیان دعا مستجاب | مرے خامہ کو تر زبان کر شتاب

بسے مجہے مدعاے دلی کر عطا | سبے مجہے دولت مقبلی کر عطا

نہو شرمساری بروز شمار | غرض سے ہے یہی میری پروردگار

تو رحمت یہ کرنا مرے والدین | بہشت برین مین تمہیں پائین عین

وجہ سبب تصنیف کتاب

سنو یار تصنیف کا اسکے حال ‏ ‏کہ مجھکو تھا اتنا شوق مقال

کہ لکھتا مین اس قصہ کو بر ملا ‏ ‏مگر والد مہربان نے کہا

کہ ہے نو رتن مین عشق کا باب ‏ ‏بہر صنعت اوسمین ما آب و تاب

سبب گویا دو زبان ‏ ‏کہ دو گونہ پیشہ ہے یہ میر جان

بفرمان والد اوسے ورنہ سے ‏ ‏طرح اونکی ڈالی غم و سوز سے

سو مقتول عشق اسمین تیار ہے ‏ ‏بگر اور قصون کا انکار ہے

اگر اسمین باقی رہا ہو قصور ‏ ‏تو اصلاح فرمائین اہل شعور

آغاز داستان در بیان مقرر کردن بادشاہ خدمت ہر روزہ برلے ماہی گیر تا کہ بدین بہانہ دیدارش میسر گردد چرا کہ آن فریفتہ او بود

پلا ساقیا مجھکو اک جام سے ‏ ‏کہ اب یہان سے قصے کا آغاز ہے

کسی ملک مین ایک تھا بادشاہ ‏ ‏ہمارا تمہارا خدا بادشاہ

سخی اور خوش خلق تھا بیشمار ‏ ‏نہ بیٹھا کسی دل پہ اوس سے غبار

عدالت کا اوسکے یہی ہے نشان ‏ ‏نہ وشیر کا ایک جا تھا مکان

مگر شیفتہ تھا رخ خوب کا ‏ ‏گرفتار عشق ایک محبوب کا

وہ تھا طفل یا تھا سراپا وہ نور ‏ ‏پھنسے دام مین جسکے حور

ملک گرچہ اوسکا گرفتار تھا ‏ ‏ولے اوسکے اٹھا تے عار تھا

اسی واسطے کی مقرر یہ بات ‏ ‏کہ ماہی کا دل ملا ہر ایک رات

یہ تجویز اس واسطے شاہ نے ‏ ‏فراست سے کی تھی فلک جاہ نے

کہ تا اس بہانہ سے دیدار ہو ‏ ‏نصیب اسطرح مصلحت یار ہو

در حال عاشقی دختر شاہ بہ بہترین ماہی گیر رشک ماہ منیر و بیان بیقراری و آہ و زاری و سنے در عشقش

[illegible]

[illegible]

پلا مجھکو ساقیا وہ مے ناب دے
کہ جسکی تمنا ہے اک عمر سے

نکل جاوے دل سے مری سب ہوس
برائے خدا اب نکر پیش و پس

بندھا ہے مجھے اک پری کا خیال
ہوئی جان شیرین بہی جسپر وبال

وہ جادو بھری جسکی چتون کہ آہ
کرے مایۂ عقل و دین سب تباہ

مژہ اوسکی خنجر سے خونریز تر
نگہ تیغ ہندی سے بہی تیز تر

سیہ گیسوؤن مین رخ پہ بہار
وہ چٹیا تہی جو نگنی سے کا اوتار

جو دیکھے تو سو جان سے قربان ہو
فرشتہ ہو یا جن و انسان ہو

وہ ہی شاہ کی دختر ماہ وش
مہ و مہر بہی جسکی صورت پہ غش

کہ نوخاستہ تہی وہ رشک چمن
ہوا فوق ہے جسکے یہ قول حسن

برس چودہ یا کہ پندرہ کا سن
جوانی کی راتین مرادونکے دن

تہی وہ بہی اوسی طفل پہ مبتلا
دل آشفتہ و سر بسر مبتلا

بلاتی محل مین اوسے شام ہی
گذرتی تہی شب عیش و آرام سے

نہ آتا کبہی وہ گل اندام گر
تو رہتی اسے بیکلی تا سحر

کبہی لب پہ اوسکے تہی آہ و فغان
کبہی یہ غزل پڑہتی وہ نیم جان

غزل

ستم گر یہین آزمانے لگا
تلطف مین بہی اب ستانے لگا

تجھے اپنا سمجھا تھا دلسوز آہ
مری جان کیون تو جلانے لگا

ابہی بیٹہنے بہی نپائے تھے ہم
کہ وہ دشمن جان اوٹہانے لگا

ابہی دل کو جون غنچہ واشد نہین
فلک اور کیا گل کہلانے لگا

کوئی راز ہے اسمین شاید غفور
وہ بیوجہ کیون منہ چہپانے لگا

در بیان فریفتہ شدن جوان بپاران بر شاہزادی ماہ سیما و بہ نقا وایستادہ ماندن مثل نقش سہ شبانہ روز دم بخود بیاد آن و از آہ جگر فگار رہا نیچا

شتابی پلا ساقیا جام گل ۔ کھلا چاہتا ہے کوئی تازہ گل
کہ جام لبریز ہو سے تفل ۔ کہ تغیر ہوتا ہے اب حال دل
کہ ہو نہیں جمن اس نعرہ اب خوشگو نشین ۔ نہ آوین قیامت تلک ہوش مین
ہے اب بلبل خامہ تازہ سخن ۔ بسر گلبن داستان کہن
کہ ایک تھی زہرہ وخت شاہ زمان ۔ گئی تا بعشر فہ نظارہ کنان
نہا دھو کہ تھی رخ پہ بکھرے تھی بال ۔ نگہہ شرمگین ترک سادہ مثال
دوپٹے کو شانو نپہ ڈالے ہوئے ۔ چلی آئی دامن سنبھالے ہوئے
قضارا جوان ایک آیا ادھر ۔ خوش اندام و خوش قامت خوش نظر
بدن کی طرح دل بھی تھا اوسکا نرم ۔ نہ سکتا تھا سینہ مین ہنگامہ گرم
نظر جا پڑی اوسکی وہان ناگہان ۔ کہ شہزادی تھی جلوہ فرما جہان
دکھائی یہ تاثیر اوسے عشق نے ۔ کیا پا بزنجیر اوسے عشق نے
کھڑا رہگیا وہ جہان کا تہان ۔ نہ پہر ہل سکا وہان سے وہ نیمجان
وہ گیسو جب آئے نظر تا بدوش ۔ اوڑا رنگ چہرے کا مانند ہوش
تھا حیرت مین اوس آئینہ رو کو دیکھ ۔ ہوا رام رم خوردہ آہو کو دیکھ
ہوا اپنے کچھ اوس پری کو خیال ۔ کھڑی ہوگئی وہان سے چلمن کو ڈال
گئی وہ کہ یہان جان جانے لگی ۔ محبت اسے آزمانے لگی
گیا بیٹھ دل کی طرح ایکبار ۔ اوٹھا گاہ بیتاب مثل غبار
ہم سرد آہ و افغان کبھی ۔ تڑپتا درد سے شعر طوفان کبھی
تو اے صلصلت عمر اشاد کن ۔ ز محرومی من شمے یاد کن

بیان شب چہارم و شکوہ کردن ماہی گیر از گذشتن شب وقت وامداری در کشمکش عشرت بہ اقرار کردن شاہزادی برای دادن دل ماہی و طلب کردن ازان عاشق زار دل فگار و دل دادنش بنا کامی و جان بحق تسلیم کردن

پلا مے جو باقی ہے کچھ ساقیا
کہ ہے نبض دو مہر دن سے پالا پڑا

کروں کب تلک الغیاث الغیاث
نہ جور فلک الغیاث الغیاث

کہ ریزہ ہو کلک گوہر فشان
لکھ اب داستان مصیبت نشان

ہوئی شب چہارم تو آیا وہان
وہی طفل عادت گریہ رسان

ہوا اسکے مصروف بادہ کشی
اسی طرح رات اک پہر کٹ گئی

وہ غفلت سے جس دم ہوا ہوشیار
کہا خوف سے شاہ کے ایکبار

مجھے جلد رخصت کر اے مہ لقا
نہیں وام داری کا وقت اب رہا

ہے ازبس کہ جو خوف شاہ زمان
گھٹی جاتی ہے مثل شب میری جان

کہ میں صبح کیا دونگا شہ کو جواب
اگر دل نہ پہنچیگا وہان پر شتاب

بتا کوئی تدبیر اے جان من
کہ اب تو ہی درمان رنج و محن

دیا شاہزادی نے اوسدم جواب
کہ قربان جاؤن نہ کر اضطراب

تجھے دل ہمین اک منگا دونگی مین
ترے دل کا خطرہ مٹا دونگی مین

یہ کہکر دیا اوس نے یون حکم خاص
جو تھی محرم راز اوسکی خواص

کہ اک طشت اور خنجر آبدار
تو جا اوس جوان پاس لے ایکبار

یہ میری طرف سے سنا دے اوسے
کہ ہے شاہزادی یہ کہتی تجھے

ہے میرا تجھے عشق صادق اگر
تو کہنے سے میرے نہ تو پہیر سر

نکال اپنے سینے سے دل اس زمان
میرے پاس وہ بھیجدے بیگمان

اگر شک ہے دینے مین آتا ہے عار
عبث کیون کیا عشق کو بے وقار

دیا اوس نے پیغام جا کر یہ بھی
سن طشت ہے اور خنجر یہ بھی

کہا اوس نے یہ سنکے یون برملا
سپاہی کے دینے مین ہے غدر کیا

وہ صادق تھا اس عشق مین لاکلام
دیا دل اوسے یہ بھیجا پیام

میرا دل تو لیتی ہو پر میری جان
قبول اسکا کیجو اثر میری جان

قلم میرا یہان شق ہوا جاے ہے
کہ خون ایک ناحق ہوا جاے ہے

ارے عشق تیری یہ بالا کیان
عجب ہین غضب ہین یہ بے باکیان

ترے ظلم سے نالہ زن ہین سبھی
ہین سچ کہتے تعریف تیری لقی

گیا قیس ناکشاد اس عشق مین
گئی جان فرہاد اس عشق مین

ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ
کیا اوس نے لیلی کا خیمہ سیاہ

سنا ہوگا دامن پہ جو کچھ ہوا
نل اس عشق مین کسطرح سے ہوا

جو عذرا پہ گذرا سو مشہور ہے
دمن کا بھی احوال مذکور ہے

کوئی شہر ایسا نہ دیکھا کہ وہان
نہوا اس سے آشوب محشر عیان

کب اس عشق نے تازہ کاری نکی
کہان خون سے غازہ کاری نکی

زمانہ مین ایسا نہین تازہ کار
غرض ہے یہ اعجوبۂ روزگار

غرض جان بحق اوس نے تسلیم کی
مزا عشق کا لیکے بس جان دی

در بیان آوردن خواص دل آن بیدل نزد دختر شہریار جفا کار و بردنش طفل ماہی گیر در مطبخ شاہی و آواز آمدن ازو و عرض کردن بکاولی این حال بحضور شاہ و طلب کردن شاہ دل را بخدمت خود

کہاں تو ہے ساقی کہ ہر جام ہے — کہ اک تشنہ ناکام کا کام ہے
گلابی کا اسوقت جلوہ دکھا — کہ نیند ہجان سے آنکھوں میں میری سما
نظر تا کہ آنے لگے اور طور — طبیعت میں پیدا ہو کچھ اور زور
زبان ہو مری کاور آتش فشان — سے کہے بلبل کلک یون داستان
گئی جب جو اص اوسکو لیکر ادہر — مگر اوس کرشمے سے تھی چشم تر
یہ ناحق ہوا خون ہے نے گمان — اچہا اسکا شاید خدا دے وہان
دیا شاہزادی سنے دل طفل کو — گیا مطبخ شاہ میں لیکے دو
دیا وہ کبابی کو اوس نے ادہر — ادہر اوس نے پایا لگا سیخ پر
کرے سے ازپئے شاہ عالی جناب — وہ خاصے مزے دار اوسکے کباب
کہ ناگاہ آواز آنے لگی — خدا ساز اوسکی یہ آواز تھی
دل من گرفتی نکر دی وفا — گذشتی نہ از فکر جور و جفا
یہ سنکر سبہوں نے تعجب کیا — کہ ہے کسطرح کی یہ آسکی صدا
بکا دل کو اوسوقت دی یہ خبر — کہ ہے ایک یہان ماجرا طرفہ تر
سنا اوس نے اور کہو کے ہوش و حواس — گیا وہ شہنشاہ عالی کے پاس
کیا عرض جا کر ادب سے وہان — کہ اے انتخاب ہمہ خسروان
یہاں ہاں جانی دیکھا ہے میں نے عجب — وہ میری سمجھ میں نہیں ہے عجب
کہ جو از پئے شاہ عالی مقام — دل ماہی آتا تھا اچھا مدام
مگر آج کا دل ہے اونسے بڑا — سوا اوسکے اک ہے عجب ماجرا
کہ ہر وقت آتی ہے اوس سے صدا — خدا جانے کیسی ہے اوسکی ندا
دل من گرفتی نکر دی وفا — گذشتی نہ از فکر جور و جفا
اسی طور ہر وقت ہے گفتگو — سنا حال جب شاہ نے مو بمو

جو سنکے تب تو وہ حیرت زدہ / یہ بعد از تامل پہر اوس نے کہا
اٹھکے جا اسکا دل تو دل پہچان لیا / کہ تا دیکھو ہمین بہی تو اوسکو ذرا
بادشاہ سے سلطان والا جناب / گیا طشت مین لیکے دلکو شتاب
وہان بہی وہ سے کہنے لگا بے قرار / کہ ہی شکوہ ظلم بس بار بار
ہوئی اس سے حیرت وہ شہ کی دو چند / کہ سنکے حاضرین فکر مین پا بہ بند

در بیان طلب فرمودن بادشاہ ماہی گیر را بخدمت خود و پرسیدن از و حال دل آن بیدل و تقریر کردنش واہی تباہی و تسلی نشدن شاہ و داشتن آنرا بدر شاہی در طشت بوقت سحر و حال دفن شدن تن آن بیدل و بحال گشتن شاہزادی در قتل آن جوان بیاریان

تمنا ہے اسوقت مجہکو یہی / کہ بہر دے تو ساقی وہ جام تہی
نہین تو میرے منہ سے شیشہ لگا / کہ ہے پہر تمنا نہ مجہکو ذرا
بہرے جبکہ آنکہون مین آکر سرور / کرے پہر تو مضمون دل یون ظہور
بلایا غرض طفل کو شاہ نے / سبب اسکا پوچہا فلک جاہ نے
کہ اے ظالم و دشمن ماہیان / دل آزار و ہم دلبر بیدلان
یہ دل نیم بسمل ہے کس صید کا / جو مچہلی سے کے دل لیتے ہے یہ کچہ بڑا
ہے شکوہ کنان بہی وہ کیون در حضور / تہا کیفیت صاف سے سینے شعور
کیا عرض اوس نے کہ اے جان پناہ / ہے اس فکر مین میری حالت تباہ
خدا جانے کیسی یہ آواز ہے / یہ معلوم ہوتی حسد اساز ہے
کلافی کا اس کے ہے باعث یہی / یہ نفسی ہوا مین ایک مچہلی بڑی

نہ داغم رہے کے باقبال شاہ
شکم چاک اوسکا کیا میں نے آہ

مگر تھی یہ غواص دریاے عشق
کہ اتنا تک ہے دل اوسکا مانند عشق

دیا کوئی عاشق ہو جیسے اجل
گئی یہ اوسے شکل یونس نگل

دیا ہوا ان سے یہ حکم جدا
کہ ہو عشق سے نے اسکا نشو و نما

وہ تقریر کرتا تھا لیکن ذرا
تسلی نہ ہوتا تھا دل شاہ کا

بہر حال وہ شب گئی سب گذر
کہ اتنے میں ہونے کو آئی سحر

دیا حکم شہ نے کہ اے کوتوال
رکھا طشت میں دل کو اے خوش خصال

وہ دروازہ شاہی پہ رکھوائے طشت
کہ ہر ایک کی ہے اوجگہہ بازگشت

مقرر وہاں کر دے اشخاص چند
کہے تا کسی طور یہ عقدہ بند

تعجب نہیں جو کوئی زر پذیر
یہاں آوے اور ہووے نکتہ پذیر

ادہر تو ہوا دل وہاں کو روان
ادہر کا فسانہ کروں کیا بیان

کہ جب جان عاشق گئی رائگاں
تو اوس نازنین کا ہوا دل تپان

جو نادم ہوئی دلبر بے وفا
وہ دل سنکے پھر اوہی حال تھا

کہ خواب حریرش سے کیا اجتناب
ہوا رنگ چہرے کا بے آب و تاب

قلق جاگزیں دل نازنین
فغان ان رونق محفل نازنین

اثر اسکے دل پہ ہوا اسقدر
کہ تھی یہ سخن لب پہ با چشم تر

کہا حوال دل اب سناؤں کسے
دل نیم بسمل دکھاؤں کسے

کہا میں نے یہ ہے یہ کیسا ستم
کہ ہر سمت سے ہے حشر آرا ستم

یہ باتوں ہی باتوں میں کیا ہو گیا
مرا بخت بیدار کیوں سو گیا

مری عقل پر آفت آئی تھی کیا
کہ یہ جانستان دلربائی تھی کیا

ہوئی میری تمیز کو کیا بلا
کہ یہ خون ناحق ہوا برملا

مرے حق میں اب زندگی زہر ہے ۔ ستم ہے ستم قہر ہے قہر ہے

کیا میں نے یہہ بات کیسا غضب ۔ عجب ہے عجب ہے عجب ہے عجب

یہ کہکر وہ جلتی تھی مثل سپند ۔ گہر اضطرابی دل تھی دو چند

ستم راہ تہا بے تسکین و قرار ۔ خیال اوسکو آتا تھی بار بار

وہ طفل ستمگر جو آیا کبھی ۔ تو زنہار اوسکو نہ بہایا کبھی

دربیان تشریف آوردن حضرت شیخ سعدی شیرازی نزد آن دل حسب ایمای بقال بچہ کہ آنحضرت بنجیر فتراک او پیوند و گفتگو کردن با آن و خاموش شدن نعش و طلب فرمودن بادشاہ عالیجاہ آنحضرت را بخدمت خود ... سبب ما

شراب طہورا کا ساغر پلا ۔ ملے تاکہ میرا دلی مدعا

کروں عالم قدس میں سیر میں ۔ جہان میں ستون منطق الطیر میں

عرض دختر شاہ کا تھا یہ حال ۔ کہ ہر وقت رہتی تھی وہ پر ملال

زبان دل بھی اوسکا یہ شکوہ کنان ۔ سنے ہے مستعد پاسبان بھی وہان

ہوا جب یہ افسانہ شہرت پذیر ۔ ہوئے اس سے آگاہ برنا و پیر

اوسی شہر میں شیخ سعدی بھی تھے ۔ ملازم تھے اک طفل بقال کے

دل شیخ بھی تھا محبت اثر ۔ کہ تھی جان فدا صورت خوب پر

کسی کو اگر سنتے تھے خوب رو ۔ تو فی الفور کرتے تھے وہ جستجو

ضرور اوسکی ہان کرتے تھے نوکری ۔ ہمیشہ تھی حضرت کی عادت یہی

سنا جب کہ اوس طفل بقال سے ۔ کہا شیخ نے اوس خوش اقبال سے

کہ ہان شیخ صاحب ذرا جاؤ تم ۔ خبر جھٹ اوسکی یہان لاؤ تم

کہ کیسا وہ دل ہے یہ کیا بات ہے — یہ احوال کیسا یہ آفات ہے
گئے شیخ اوس دل کے جب متصل — کہا شیخ نے اے ستم دیدہ دل
یہ افزائش ناشکیبی ہے کیون — بلا شکوہ دلفریبی ہے کیون
وہ ہے چارہ فرمائے بیچارگان — ہے ملجائے ماوائے بیچارگان
کیا تیری معشوق نے ظلم و زور — یہ پہلے دل شکوہ اتنا کیا ضرور
یہ کہکر وہ راہی ہوئے اوسطرف — ہوا دل کا موقوف شور و شغف
نہ آئی پھر اوس سے ذرا بھی صدا — جواب اوسکو چپ صاف حاصل ہوا
یہ حال عجب دیکھکر پاسبان — گئے شاہ کے پاس کرنے بیان
کہ تھا ایک درویش آیا یہان — ہوا ہم کلام اس سے تھا اس زمان
اوسی دم سے یہ دل بھی خاموش ہے — نہ وہ بیقراری نہ وہ جوش ہے
شہنشاہ نے سنکے حال عجب — کہا اس زمان ہو بہت مضطرب
کہ فی الفور اوسکو بلا لاؤ تم — توقف نہو کچھ ابھی جاؤ تم
غرض لاکے حاضر کیا اونکو جب — کہا شاہ نے اونہین پوچھا حال عجب
ہے کس شخص کا یہ دل شکوہ سنج — گلا کیون یہ کرتا ہے با درد و رنج
سبب اسکا کیا ہے کہ چپ ہو رہا — مفصل یہ بتلائیے ماجرا

در بیان سبب نگفتن حضرت شیخ سعدی بتفصیل و سجدہ شدن بادشاہ و معاینہ کنانیدن کرشمہ گور کن عشق و ترکیدن تربت و گنجیدن شاہزادی در شق آن قبر با نالہ و زاری بادشاہ مع حشم و قیامت برپا شدن در محل سرا

پلا ساقیا اب مے دلنواز — کہ ہوتا ہے عاشق کا افشاے راز
کہا شیخ نے تب کہ اے بادشاہ — فلک پایہ سلطان عالم پناہ

نہیں ہے یہ ماہی کا دل اے جناب
کسی سینہ افگار کا دل ہے یہ +
زیادہ میں کیا حال اوسکا کہون
ہوا جب سجدہ شاہ تب شیخ نے
کہ منظور گر ہووے کچھ دیکھنا
حقیقت یہ معلوم ہو جائیگی
غرض شاہ کو شیخ ہمراہ لے
ہوا اسقدر جذبۂ عشق تب
کہ گویا کوئی ہاتھ کو شیخ کے
غرض ہیچے اپنے وہ شاہ و گدا
ستو تھی جہان تربت کے نشان
گرا ہاتھ سے شیخ کے خود قلمین
یکایک وہ تربت بھی شق ہو گئی
جو دیکھی دل نے وہ کشتی کی قبر
لہر ایسی آئی کہ وہ جا گرا
یہ حالت جو دیکھی تو خدام نے
تحیر ہوا شاہ کو بے شمار
کہ غرفی مین بیٹھی یہ بھی دیکھتی +
گرے قصر سے غش کے بے اختیار
ہوا گرتی ہے یہ تماشا عیان
زبس گوہر عشق تھا اوسکے ساتھ

مگر ایک گرفتار رنج و عذاب
ستم کشتۂ یار کا دل ہے یہ
کہ یہ نمازی سے ہے کام بس بدشگون
کہ ہاتھ مین دل کو لیکر اوسے
قدم رنجہ فرمائیے گا ذرا +
اوسیدم یہ بات عقل مین آگئی
وہاں سے یہ دل دونو لیکر چلے
کہ سے چلنے لگا خود بخود دل بھی جب
گھسیٹے لئے جائے ہے زور سے
لیے اپنے تن کیطرف جا رہے تھا
کھڑا ہوگیا دل وہ جا کے وہان +
تڑپنے لگا جذبۂ شوق مین
کہ تھی عشق کی سب یہ افسونگری
ہوا پھر تو اوسکو ذرا بھی نہ صبر
اوسی زخم پہ شکوہ کرتا ہوا
تعجب کیا خاص اور عام نے
اودہر دختر شاہ بھی سوگوار
دل زار سے آہ تھی کھینچتی
تابی ذرا بھی اوسے شرم و عار
بجھی اوس نے تسلیم کی اپنی جان
عجب جذبۂ دل عجب واردات

هوئی چاک پھر خاک اوس قبر کی | مثال حباب اوسمین وہ دل گئی
نپایا کسی نے پھر اوسکا پتہ | اب آگے لکھون کیا جو احوال تہا
کہ تہا شاہ رنجیدہ و شرمسار | نجان حزین یا دل سوگوار
کسی کو نہ سر پیر کا ہوش تہا | محل مین بہی رونیکا اک جوش تہا
اراکین دولت بہی تہے غمزدہ | غرض جسکو دیکہو وہ ماتم زدہ

دربیان طلب کردن شیخ سعدی بار دیگر و پرسیدن از حضرت حال مخفی گذشتہ وبیان فرمودنش و قتل شدن طفل ماہی گیر

نہ تاخیر کر ساقیا بہر دے جام | کہ فصل بہاری ہوئی اب تمام
پلا جلد ساقی نہو تو گران | کہ آپہونچا سر پہ زمان خزان
گئے جب گذر یون ہی چالیس روز | اراکین دولت ہوئے زخم دوز
کہ اے مخزن جود عالم پناہ | ہوئی ملک شاہی کی دولت تباہ
مگر کچھ نہ معلوم ہمکو ہوا | کہ وہ نوجوان کسطرح سے موا
مناسب ہے شاہا خطا ہو معاف | غلامون پہ اس راز کا انکشاف
سوا شیخ سعدی نہین دوسرا | کہ جو راست احوال دیوے بتا
سو آپ انکو اب یاد فرمائیے | تو پہر عدل اور داد فرمائیے
کہا ہمکو بہی ہان یہ مطلوب ہے | اگر لاوین تشریف کیا خوب ہے
ہوا پہر روان ایک پیغامبر | بفرمان سلطان والا گہر
کہا شیخ نے ہو نہین بطیار آب | ہوئی مہربانی یہ شہ کی عجب
کہان میری قیمت کہ وہ بادشاہ | کرے ایک عنایت کی مجہ پہ نگاہ
یہ کہکر روانہ ہوئے اوسطرف | شہنشاہ تہا منتظر جسطرف

جو پہنچے وہاں تو ملا یا نہیں — مُعزز تو جگہہ پہ بٹھایا اونہین
و دریافت حال گذشتہ کیا — لا سبب ہے شیخ جی پہر تو حسرت زدہ
کہ آفت کسی کا نہین خوب ہے — نہان گر لگا لون تو معیوب ہے
بیتل ... جب کہا شاہ نے خوب سا — تو پہر چار ناچار کہنا ہی ہوا
کہا سب جو کچھ گذرا تہا ماجرا — رہا شاہ غمگین و حیرت زدا
کہا طفل تو لائق دار ہے — خدا کی پناہ ایسا بدکار ہے
ہوا حکم شہ پہر کہ وہ قتل ہو — نہ دم بہر کی فرصت اوسی بہانہ دو
نہیں زیست ایسی کی بہتر ہیان — کہ ہے وہ شیر افگن دوجہان
بفرمان شہ قتل اوسکو لیا — اوسی طور پر اوسکو رہنے دیا
کہ تا مشتہر ہووے وہ بے شعور — کرے تا نہ کوئی پہر ایسا قصور
سنو یار و ایسا جو کوئی کرے — خدا کے غضب سے نہ ہرگز ڈرے
تو واجب ہے اوسکے لیے یہ سزا — کہ کردار کا اپنے چکہے مزا
غفور اپنے خامہ کو اب تہام لے — ذرا خامشی سے بہی تو کام لے
درود بہیجہ پہ کر اختتام — علیہ الصلوۃ و علیہ السلام
ہمیشہ ہے رحمت کردگار — باصحاب و احباب و انصار و یار

قطعہ تاریخ

بشنو از من اے غفور خستہ دل — ختم شد سرتا با مقتول عشق
سر فرو بودم من اندر فکر سال — گفت ہاتف دلربا مقتول عشق
۱۲۸۳ ہجری

خاتمہ الطبع الحمد للہ کہ یہ قصہ دلچسپ منظوم موسوم بہ مقتول عشق مصنفہ شاعر نازک خیال متخلص بغفور ۱۲۸ سنہ ہجری میں ساتہہ کمال تصحیح کے مطبع نامی و گرامی جناب منشی نولکشور میں طبع ہوا